شیطان کے مکروفریب
ڈاکٹر صلاح الدین سلطان
IFA PUBLICATIONS
ایفا پبلیکیشنز

شیطان کے مکروفریب

ڈاکٹر صلاح الدین سلطان
(مشیر شرعی برائے اسلامی امور مملکت بحرین)

ایفا پبلی کیشنز - نئی دھلی

نام کتاب	:	شیطان کے مکروفریب
مؤلف	:	ڈاکٹر صلاح الدین سلطان
صفحات	:	۴۳
سن طباعت	:	فروری ۲۰۱۲ء
قیمت	:	۳۵/روپے

ناشر

ایفا پبلیکیشنز

۱۶۱-ایف ،بیسمنٹ ، جوگا بائی ، پوسٹ باکس نمبر:۹۷۰۸

جامعہ نگر ، نئی دہلی-۱۱۰۰۲۵

ای میل:ifapublication@gmail.com

فون:011 - 26981327

فہرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جس نے شیطان مردود کے ذریعہ ہمیں آزمائش میں مبتلا کیا تاکہ وہ تمام انسانوں کا امتحان لے، جس نے انبیاء علیہم السلام اور قرآن کریم نازل فرما کر ہمارا تعاون کیا، اس نے توبہ کا دروازہ کھول کر عبادت گذاروں اور گنہ گاروں کی لغزشوں کو معاف فرمانے کی راہ نکالی، اللہ سبحانہ وتعالی کا ہم پر جو رحم وکرم ہے اس کا ہم شکر ادا کرتے ہیں اور آخری نبی محمد ﷺ، آپ کی ازواج مطہرات امہات المومنین، صحابہ کرام، اہل بیت اطہار اور ان لوگوں پر جو قیامت تک اخلاص وایمان کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کریں گے، ان پر ہم درود وسلام بھیجتے ہیں اور رحمت خدواندی کے نزول کی دعا کرتے ہیں، آمین۔

امابعد!

سن ۱۴۲۶ھ کے ماہ رمضان میں امریکی ریاست اوہایو کے شہر کولمبس میں واقع صومالی بھائیوں کی ایک مسجد میں تراویح کی نماز پڑھ رہا تھا، میرا ذہن ترویحوں میں لگا ہوا تھا مگر قاری کے خلوص نے ـ اس کی آواز میں قلت ترنم کے باوجود ـ میرا رشتہ ایک دوسری دنیا سے جوڑ دیا اور سورۂ اعراف کی ان آیتوں میں تدبر وتفکر میں محو ہو گیا جن کی تلاوت قاری صاحب کر رہے تھے {اے اولاد آدم! شیطان تم کو کسی خرابی میں نہ ڈال دے جیسا کہ اس نے تمہارے ماں باپ کو جنت سے باہر کرا دیا ایسی حالت میں ان کا لباس بھی اتروا دیا تا کہ وہ ان کو ان کی شرم گاہیں دکھائے۔ وہ اور اس کا لشکر تم کو ایسے طور پر دیکھتا ہے کہ تم ان کو نہیں دیکھتے ہو۔ ہم نے شیطانوں کو انہیں لوگوں کا

دوست بنایا ہے جو ایمان نہیں لاتے (الاعراف: ۲۷)}۔

میں نے محسوس کیا کہ ان آیتوں میں ایک نہایت سنگین خطرے سے انسان کو آگاہ کیا گیا ہے، اور وہ ہے شیطان کا فتنہ، اس کے ساتھ ساتھ عملی وسائل کے ذریعہ شیطان کا منہ توڑ جواب دینے اور اس کے تمام تر ہتھکنڈوں کو ناکارہ بنانے پر آمادہ و کمربستہ افراد کی ربانی حمایت کی طرف اشارہ بھی کیا گیا ہے، میں نے شیطان کے مشن پر غور وفکر شروع کردیا کہ انسان کے ساتھ اس کے تعلق کی نوعیت کیا ہے، کس طرح وہ انسانوں کو گمراہ کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے، وہ اپنے مشن کو کامیاب بنانے میں کتنا وقت صرف کرتا ہے، اس کی جنگی چالیں کیا ہیں، اس کی چالوں کو ناکارہ بنانے کی حکمت عملی کیا ہوسکتی ہے، خدا کے فضل وکرم سے مجھے اس میں کامیابی ملی اور شیطان سے کشمکش کے موضوع پر یہ تربیتی رسالہ ترتیب دینے کی توفیق ملی، میں چاہتا ہوں کہ یہ رسالہ ہمارے تمام دینی بھائیوں کے ہاتھوں میں ہو چاہے وہ دنیا کے کسی بھی خطے کے رہنے والے ہوں، مجھے امید ہے کہ یہ کتابچہ شیطان کو مات دے کر خدا کی رحمتوں سے سرفراز ہونے میں ایک اہم کردار ادا کرے گا ویسے بھی رمضان المبارک کا مہینہ رحمت ومغفرت اور نجات حاصل کرنے کا ایک سنہری موقع ہے جیسا کہ حدیث پاک میں مذکور ہے جس کو امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ سے نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ''جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند ہو جاتے ہیں اور شیطان کے پاؤں میں بیڑیاں ڈال دی جاتی ہیں'' (صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب صفة ابلیس وجنوده، ۶:۴۸۸)۔

ڈاکٹر صلاح الدین سلطان

رجب ۱۴۲۹ھ، جون ۲۰۰۸ء

میں کون ہوں؟

دوحرفوں سے مرکب اس لفظ استفہام پر تمام تصرفات انسانی کا دارومدار ہے کہ وہ خوش بخت ہوتا ہے یا بد بخت، متقی ہوتا ہے یا پرہیزگار اور جس امر میں کوئی اختلاف نہیں وہ یہ ہے کہ جنس انسان کو مٹی سے پیدا کیا گیا ہے۔ ارشاد باری ہے "یقیناً ہم نے انسان کو مٹی کے جوہر سے پیدا کیا" (المومنون: ۱۲) پھر اس کے اندر روح پھونک کر اس کو ایک زندہ وجود بنایا گیا" پھر ہم نے اپنی طرف سے اس میں جان پھونک دی" (التحریم: ۱۲)۔

اور عقل کی دولت دے کر اسے دوسرے تمام جانوروں سے ممتاز کیا گیا ہے جیسا کہ درج ذیل نقشے سے ظاہر ہے:

مٹی + روح + عقل = انسان

شکل ۱

روح کے اندر جو مٹی ہے اس کی نمائندگی خواہشات نفسانی کرتی ہے اور روح کی ترجمانی فطرت کے ذریعہ ہوتی ہے۔ عقل مٹی سے پیدا شدہ جسم کی خوراک و مشروبات، لباس و قیام وغیرہ کی ضرورتوں کی تکمیل کے سلسلہ میں فیصلے کرتی ہے روح کو نماز و زکوۃ اور اعمال صالحہ کے ذریعہ آسودہ کرتی ہے۔ ایک سوال رہ جاتا ہے اگرچہ اس کا جواب آسان ہے مگر عمل کے وقت اس کا استحضار مشکل ہے اور ہر پل بدلتے ہوئے روزمرہ کے معمولات اور مستقبل کی منصوبہ بندی اس کے جواب کی دریافت میں مضمر ہے۔

شیطان انسانی وجود میں شامل ہے، وہ ابن آدم کی رگوں میں دوڑتا رہتا ہے

اور خواہشات نفسانی سے ہم آہنگ ہو کر فطرت وروح سے نبرد آزما ہے۔ لیکن انسانوں پر اللہ تبارک وتعالیٰ کی مہربانی یہ ہوئی کہ اس نے انبیاء علیہم السلام اور کتب سماویہ کو اپنے بندوں کے لئے نازل فرمایا تا کہ خواہشات نفسانی کی اتباع اور شیطانی وسوسے سے انسان کو نجات دلانے کے لئے نقل کے ساتھ عقل کو بروئے کار لایا جائے، نیز جسمانی، عقلی اور روحانی ضروریات کی تکمیل مادی وسائل، معلومات اور عبادات کے ذریعہ کی جائے، انسانی زندگی میں توازن کی یہ انتہا ہے۔

درج ذیل خاکہ سے انسان کی تمام ضروریات کی وضاحت ہو سکتی ہے۔

روح	عقل	جسم
عبادات	معلومات	مادی وسائل

شکل ۲

اگر عقل کو قرآن وسنت کی صورت میں ربانی رہنمائی حاصل نہ ہو تو انسان پر خواہشات نفسانی کا غلبہ ہو جاتا ہے اور انسان پر شیطان حاوی ہو جاتا ہے تا کہ وہ فطرت کو مسخ کر دے اور دل کو زنگ آلود کر دے: ''یوں نہیں بلکہ ان کے دلوں پر ان کے اعمال کی وجہ سے زنگ (چڑھ گیا) ہے'' (المطففین: ۱۴)، چنانچہ ہر انسان پر لازم ہے کہ وہ اپنی ذات کو سمجھے جو کہ روح ہے اور اعلیٰ اقدار کی طرف مائل ہوتی ہے اور اس کی ذات کا ایک حصہ جسم بھی ہے جو فانی اور سطحی چیزوں کی طرف متوجہ ہوتا ہے، اس کے تقاضوں سے واقف ہونا بھی اہم ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ''وہ تو دنیا کی طرف مائل ہو گیا۔

اور نفسانی خواہش کی پیروی کرنے لگا'' (الاعراف: ۱۷۶)، ''تم تو زمین سے لگ جاتے ہو'' (التوبہ: ۳۸)، اور عقل خواہشات نفسانی کی تکمیل کے دباؤ اور روح وفطرت کے تقاضوں کو

پورا کرنے کے درمیان پریشان رہتی ہے جیسا کہ نیچے کی شکل سے ظاہر ہے:

فطرت وقرآن

عقل

خواہشات نفسانی اور شیطان

شکل ۳

شیطان ہمیشہ خواہشات نفسانی کے گھوڑے کی پیٹھ پر سوار رہتا ہے تا کہ اسے سرکش گھوڑے میں تبدیل کردے، اگر انسان اس کو سمجھ لے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ خواہشات نفسانی کو تقوی کا لگام لگا کر شیطان کو بے بس کردے، ذکر وعلم کے ذریعہ یا اس سے دوبدو ہوکر اسے دھتکار دے۔

شیطان سے ٹکراؤ کے عقیدے کو ذہنوں میں بٹھانے کے لئے میں شیطان اور انسان کے ساتھ اس کے رشتے، ٹکراؤ کی نوعیت اور اس پر غلبے کی حکمت عملی کے متعلق چند سوالوں کے جواب دینا چاہوں گا جن کا ذکر نیچے کیا جارہا ہے۔

اللہ رب العزت کے تئیں شیطان کا رویہ و تعلق

اگر ہمیں اللہ تبارک وتعالی سے حقیقی محبت ہے تو تمام رشتے اور فیصلے اللہ تبارک وتعالی سے دوری اور نزدیکی پر موقوف ہونے چاہئیں، لہذا اللہ تبارک وتعالی کے ساتھ شیطان کے رویہ کے اہم گوشوں کا خلاصہ اس طرح پیش کر سکتے ہیں۔

۱- سرکشی، نافرمانی، فسق و فجور اور اللہ تبارک وتعالی کے سامنے تکبر کرنا جیسا کہ ارشاد باری ہے: ''اور جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ تم آدم کو سجدہ کرو تو ابلیس کے سوا سب نے سجدہ کیا، یہ جنوں میں سے تھا اور اس نے اپنے پروردگار کی نافرمانی کی'' (سورہ کہف: ۵۰)، تمام فرشتوں نے سجدہ کرلیا، سوائے ابلیس کے، اس نے تکبر کیا اور کافروں میں سے ہوگیا، اللہ نے فرمایا: اے ابلیس! تم نے اس کو سجدہ کیوں نہیں کیا جسے میں نے اپنے ہاتھوں سے پیدا کیا، تم نے تکبر کیا'' (حجر: ۳۰-۳۳)، ''اور شیطان اپنے پروردگار کا بڑا ہی ناشکرا ہے'' (اسراء: ۲۷)۔

۲- شیطان نے اللہ کو کھلا چیلنج دے رکھا ہے: '' کہنے لگا پھر تو تیری عزت کی قسم! میں ان سب کو یقیناً بہکا دوں گا، بجز تیرے ان بندوں کے جو مخلص ہیں'' (ص: ۸۲-۸۳)۔

شیطان کے خلاف فیصلہ کن موقف اختیار کرنے کی خاطر اللہ تبارک وتعالی کے ساتھ شیطان کا یہ رویہ اور انداز اس مومن کے سمجھنے کے لئے کافی ہے جو اپنے رب سے محبت کرتا ہے۔

انسان سے شیطان کی عداوت

انسان سے شیطان کی عداوت کے متعلق میں نے جتنی بھی آیتوں کا مطالعہ کیا ہے ان میں سے کسی بھی آیت میں یہ نہیں کہا گیا کہ شیطان انسان کا دشمن ہے (دوسروں کا بھی ہوسکتا ہے) بلکہ ان تمام آیتوں سے ظاہر ہے کہ شیطان انسان ہی کا دشمن ہے، اس سلسلے کی چند آیتیں پیش کر رہا ہوں تا کہ ہم انسان کے ساتھ شیطان کی عدوات کی نوعیت و کیفیت کو سمجھ سکیں:

''شیطان تمہارا اصریح دشمن ہے'' (اعراف:۲۲)۔

''شیطان تو انسان کا کھلا دشمن ہے'' (یوسف:۵)۔

''بے شک شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے'' (اسراء:۵۳)۔

''شیطان تمہارا دشمن ہے تم بھی اسے اپنا دشمن جانو'' (فاطر:۶)۔

''اور شیطان تمہیں روک نہ دے، یقیناً وہ تمہارا اصریح دشمن ہے'' (زخرف:۶۲)۔

ان آیتوں میں جو حرف لام انسان، آدم وحوا یا انسان پر داخل ہے، اس سے قطعی طور پر یا پوری وضاحت کے ساتھ ثابت ہوتا ہے کہ اس دشمنی کی دو خصوصیات ہیں:

(الف) اختصاص (ب) یکسوئی

لہذا شیطان کا کام ہمیں بھٹکانے اور گمراہ کرنے کے علاوہ کچھ بھی نہیں، اس کی ساری توانائی صرف اس مشن پر صرف ہوتی ہے کہ ہم خدائے وحدہ لاشریک کو بھول کر اس کی نافرمانی کریں، اس لئے ضروری ہے کہ اس کی اس دشمنی، اختصاص، یکسوئی اور انسان کے خلاف اس کے مسلسل جنگ کو خوب اچھی طرح سمجھیں، شیطان کی یہ تمام کدو کاوش صرف اس لئے ہے کہ

شیطان انسان کو شکست دے کر اسے اپنا ہمنوا بنائے تاکہ وہ جہنم کے بالکل نچلے طبقے میں اس کا رفیق بن جائے۔

بات یہ ہے کہ جب اللہ تبارک وتعالی نے انسان یعنی آدم علیہ السلام کو پیدا کیا، تب سے ابلیس ان کی گھات میں لگا ہوا ہے اور تمام آلات حرب سے لیس ہو کر انسان کے خلاف جنگ جاری رکھے ہوئے ہے، اس کے پاس ایک پورا لشکر ہے جس کی ایک پارٹی ہے، اس کا ایک رہنما ہے جس سے وفاداری کا عہد و پیمان پارٹی کے ہر رکن نے کر رکھا ہے، گھس پیٹھ، چھاپہ ماری، مکر وفریب جیسے تمام جنگی حکمت عملی کے ساتھ وہ حملہ آور ہوتا ہے۔

قرآن وحدیث کے دلائل کے ساتھ جنگ کے اس منظر کو ہم ذرا تفصیل سے بیان کریں گے:

۱- قائد ولشکر: قائد ابلیس لعین ہے اور شیاطین اس کی فوج ہے خواہ وہ شیطان کی نسل سے ہوں یا بنی آدم میں سے کوئی شیطان صفت انسان: ''پس وہ سب اور کل گمراہ لوگ جہنم میں اوندھے منہ ڈال دیئے جائیں گے'' (الشعراء: ۹۴-۹۵)۔

۲- قائد سے وفادای: ابلیس اور اس کی فوج کے درمیان محبت واطاعت کا رشتہ کافی گہرا ہے جو انتظامی امور کی اولین ضرورت ہے: ''پس تم شیطان کے دوستوں سے جنگ کرو'' (نساء: ۷۶)۔

۳- پارٹی: جب فوج کو اپنے قائد سے محبت ہوتی ہے تو ایسی صورت میں پارٹی کا وجود عمل میں آتا ہے جیسا کہ ارشاد باری ہے: ''ان پر شیطان نے غلبہ حاصل کرلیا اور انہیں اللہ کے ذکر سے غافل کر دیا ہے، یہ شیطانی لشکر ہے، کوئی شک نہیں کہ شیطانی لشکر ہی خسارے والا ہے'' (مجادلہ: ۱۹)۔

۴- فوجی دستے: لشکر بن جانے کی صورت میں عہد و پیمان کے بعد شیطان فوجی دستے

بھیج کر اپنے حریف پر حملہ کرتا ہے جیسا کہ اس حدیث میں مذکور ہے جس کو مسلم نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: ''میں نے نبی ﷺ کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ ابلیس کا تخت سمندر پر لگایا جاتا ہے، لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے وہ اپنے فوجی دستوں کو روانہ کرتا ہے اور اس کے نزدیک سب سے معزز وہ ہوتا ہے جو سب سے زیادہ لوگوں کو گمراہ کرتا ہے'' (صحیح مسلم ،کتاب صفۃ القیامۃ والجنۃ ،باب تحریش الشیطان وبعث سرایا ؛لفتنۃ الناس)۔

۵-سامان جنگ کی تیاری

جن آلات حرب کی تیاری شیطان کرتا ہے ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

(الف) گھوڑے، ارشاد باری ہے: ''ان میں سے تو جسے بھی اپنی آواز سے بہکا سکے بہکا لے اور ان پر اپنے سوار اور اپنے پیادے چڑھا'' (اسراء: ۶۴)۔

۲- تیر: جیسا کہ سیوطی نے اپنی سند کے ساتھ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ حضور نے فرمایا: ''بے شک نظر بازی ابلیس کے زہریلے تیروں میں سے ہے، جس نے اس کو میری وجہ سے ترک کیا میں اس کو ایسے ایمان سے نوازتا ہوں جس کی چاشنی وہ اپنے دل میں پاتا ہے'' (جامع المسانید والمراسیل، ۳/۵۵)۔

۳- پرچم لہرانا: مراسم جنگ میں سے ہے کہ ہر جماعت کا ایک پرچم ہوتا ہے جس کے تلے وہ جنگ کرتی ہے، علامہ سیوطی نے اپنی سند کے ساتھ نقل کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اپنے گھر سے جو بھی نکلتا ہے اس کے دروازے پر دو جھنڈے ہوتے ہیں، ایک فرشتے کے ہاتھ میں ہوتا ہے اور دوسرا شیطان کے ساتھ ہوتا ہے، اگر وہ اللہ تعالی کے پسندیدہ کاموں کی خاطر نکلتا ہے تو فرشتے اپنے پرچم کے ساتھ اس کے پیچھے چلتے ہیں اور گھر واپس آنے تک وہ فرشتے کے جھنڈے کے نیچے ہوتا ہے اور اگر وہ اللہ تعالی کے ناپسندیدہ کاموں کے سبب گھر سے باہر جاتا ہے تو شیطان اپنے جھنڈے کے ساتھ اس کی اتباع کرتا ہے اور گھر واپس ہونے تک وہ اسی جھنڈے

کے نیچے ہوتا ہے" (جامع المسانید والمراسیل، ۳۷۲/۶)، ابن ماجہ نے اپنی سند کے ساتھ سلمان رضی اللہ کے حوالہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کہتے ہوئے سنا ہے: "جو نماز فجر کے لئے نکلتا ہے وہ ایمان کے جھنڈے کے ساتھ نکلتا ہے اور جو بازار کے لئے نکلتا ہے وہ شیطان کے جھنڈے کے ساتھ نکلتا ہے" (سنن ابن ماجہ، کتاب التجارات، باب الأسواق ودخولها، ۲:۷۵۱)۔

۶- قبضہ کرنے کے لئے اہم پوزیشن لینا: چنانچہ اس حدیث میں منقول ہے جس کو ہیثمی نے اپنی سند کے ساتھ سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سب سے پہلے بازار میں مت داخل ہو اور نہ سب سے آخر میں وہاں سے نکلو، اس لئے کہ بازار شیطان کا مرکز ہے جہاں وہ اپنے انڈے بچے دیتا ہے" (مجمع الزوائد، کتاب البیوع، باب ما جاء فی الأسواق، ۴:۱۳۵)۔ اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ بازار ایسی جگہ ہے جہاں سے شیطان انسان پر حملہ کر کے اسے اپنا قیدی بناتا ہے۔

۷- اس جنگ کی شدت: قرآن پاک میں مذکور ہے: "کیا تو نے نہیں دیکھا کہ ہم کافروں کے پاس شیطانوں کو بھیجتے ہیں جو انہیں خوب اکساتے ہیں" (مریم: ۸۳)۔

۸- شکار کی ناکہ بندی: ارشاد پاک ہے: "پھر ان پر حملہ کروں گا، ان کے آگے سے بھی اور ان کے پیچھے سے بھی اور ان کی داہنی جانب سے بھی اور ان کے بائیں جانب سے بھی اور آپ ان میں سے اکثر کو شکر گذار نہ پائیں گے" (اعرف: ۱۶-۱۷)، وسوسوں، فسق وفجور اور معصیت کی ترغیبات کے ذریعہ شیطان انسان کی ناکہ بندی کرتا ہے۔

۹- انسان کو شکار کرنے کے لئے شیطان کا جال پھیلانا: شیطان کے حیلوں اور سازشوں میں ابن آدم پھنس سکتا ہے جس سے بچنے کے لئے حضور ﷺ کی یہ دعا مانگنی چاہیے "میں اپنے لئے نفس کے شر اور شیطان کے شر و پھندے سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں" (سنن ابی

داود، کتاب الأدب، باب مایقول اذا اصبح، ۱۳: ۴۰۶)۔

۱۰- قلعے: اس جنگ میں مصیبت کے وقت جان بچانے کے لئے قلعے بھی ہیں جن کی پناہ دونوں فریقوں کے فوجی لیتے ہیں، ترمذی نے اپنی سند کے ساتھ حارث اشعری رضی اللہ عنہ سے جو حدیث منقول کی ہے اس کا اشارہ اسی طرف ہے، نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تبارک وتعالی نے یحی بن زکریا کو جن پانچ کلمات کا حکم دیا تھا، ان میں یہ بھی تھا'' میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ تم اللہ تبارک وتعالی کو یاد کرتے رہو کیونکہ اس کی مثال اس آدمی کی سی ہے جس کا پیچھا تیز رفتاری سے اس کا دشمن کر رہا ہے یہاں تک کہ وہ ایک محفوظ قلعہ کے پاس پہنچ جاتا ہے اور ان سے خود کو بچا لیتا ہے یہی حال اس بندے کا ہے جو شیطان سے خود کو صرف ذکر اللہ کے ذریعہ محفوظ رکھتا ہے'' (سنن ترمذی، کتاب الأمثال، باب ماجاء مثل الصلاۃ والصیام، ۸: ۱۳۵)۔

۱۱- اعوان انصار: اس کا مطلب حمایت وتعاون اور تمام باطل قوتوں کا انسان کے مقابلے میں اکٹھا ہونا ہے، جیسا کہ ارشاد باری ہے: ''جب کہ ان کے اعمال کو شیطان نے مزین کر رکھا تھا اور کہہ رہا تھا کہ لوگوں میں سے کوئی بھی آج تم پر غالب نہیں آسکتا، میں خود بھی تمہارا حمایتی ہوں لیکن جب دونوں جماعتیں نمودار ہوئیں تو اپنی ایڑیوں کے بل پیچھے ہٹ گیا اور کہنے لگا میں تو تم سے بری ہوں، میں وہ دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھ رہے، میں اللہ سے ڈرتا ہوں اور اللہ تعالی سخت عذاب والا ہے'' (انفال: ۴۸)۔

۱۲- قیدی: ہر جنگ میں ہوتا ہے کہ دونوں طرف کے لوگ قید ہوتے ہیں جیسا کہ اس حدیث میں مذکور ہے جس کو ہیثمی نے اپنی سند کے ساتھ جابر بن سمرۃؓ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: ''ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ فرض نماز ادا کی، انہوں نے نماز میں اپنی انگلیوں کو بھینچا، جب نماز مکمل ہوئی، ہم نے پوچھا، نماز میں کچھ رونما ہوا تھا کیا؟ آپ نے فرمایا: نہیں، بات یہ تھی کہ شیطان میرے سامنے سے گذرنا چاہ رہا تھا، میں اس کا گلا گھونٹنے لگا یہاں تک کہ

اس کی زبان کی ٹھنڈک میرے ہاتھوں پر محسوس ہوئی اور قسم خدا کی اگر بھائی سلیمان مجھ پر سبقت نہ لے جاتے تو مسجد کے ایک ستون سے اسے باندھ دیا جاتا تا کہ شہر مدینہ کے بچے اسے لے کر گھومیں'' (مجمع الزوائد، کتاب الصلاۃ، باب ردمن یمر بین یدی المصلی، ۲:۲۰۱)۔

ماہ رمضان میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے اس کو قید کیا جاتا ہے اور اس حدیث میں جس کو بخاریؒ نے اپنی سند کے ساتھ ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ''جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دئے جاتے ہیں اور شیاطین کے پیروں میں بیڑیاں ڈال دی جاتی ہیں'' (صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب صفۃ ابلیس وجنودہ، ۶:۴۸۸)۔

۱۳- ہمہ گیر ہلاکت یعنی مکمل تباہی: حدیث قدسی میں ہے جس کو مسلم نے اپنی سند کے ساتھ عیاض بن حمار المجاشعی کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور ﷺ سے فرمایا: ''میں نے اپنے بندوں کو پیدا کیا تھا اس حال میں کہ وہ دین حنیف پر قائم تھے مگر شیطان نے ان کو بھٹکا کر انہیں دین سے بیگانہ کر دیا'' (صحیح مسلم، کتاب صفۃ الجنۃ ونعیمھا واھلھا- باب صفات التی یعرف بھا فی الدنیا اھل الجنۃ)۔

۱۴- جنگ کا نتیجہ: ہمارے اور شیطان کے درمیان جنگ کی سنگین صورتحال کی منظر کشی کے بعد بہتر ہوگا کہ ہم جائزہ لیں کہ جنگ کا نتیجہ کیا ہوا، اس میں ہلاک ہونے والے لوگوں کا تناسب ایک ہزار میں ۹۹۹ رہے، اس پر وہ حدیث دلالت کرتی ہے جس کو بخاریؒ نے اپنی سند کے ساتھ ابو سعید خدریؓ سے روایت کیا ہے کہ حضور نے فرمایا: ''قیامت کے دن اللہ تبارک وتعالیٰ فرمائیں گے، اے آدم! تو وہ کہیں گے، اے پروردگار ہم حاضر ہیں، پھر ایک آواز آئے گی'' اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو حکم دیتے ہیں کہ اپنی ذریت میں سے ایک جماعت کو جہنم میں بھیجیں، وہ کہیں گے اے پرودگار! ایک جماعت سے مراد کیا ہے؟ آواز آتی ہے، ایک ہزار میں ۹۹۹'' (صحیح

بخاری، کتاب تفسیر القرآن، باب تری الناس سکاری، ۹: ۱۷۳)۔

اس تناسب و نتیجے کے باوجود ہم کبھی بھی ناامید نہیں ہو سکتے، اگر بندہ صدق دل سے توبہ کر کے اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے تو وہ جانکنی کے عالم میں بھی اپنی رحمت و مہربانی سے اپنے بندے کے گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل کر دیتا ہے، باری تعالی کا ارشاد ہے: ''جو لوگ اللہ کے ساتھ دوسرے معبودوں کو نہیں پکارتے اور نہ ہی ان جانوں کو قتل کرتے ہیں جو حرام ہیں مگر حق کے ساتھ، اور جو لوگ زنا نہیں کرتے، جو ایسا کرتے ہیں وہ گنہ گار ہیں، قیامت کے دن اللہ ان کو دونا عذاب دے گا اور ہمیشہ ہمیش ذلت کے ساتھ اس میں رکھے گا، ہاں مگر جو توبہ کر کے نیک عمل کرتے ہیں، اللہ ان کے گناہوں کو اعمال صالحہ سے بدل دیتے ہیں، اللہ غفور و رحیم ہے''، اور مسلم نے اپنی سند کے ساتھ ابو ہریرہ کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ حضور نے فرمایا: ''پنج وقتہ نمازیں، ایک جمعہ سے دوسرا جمعہ اور ایک رمضان سے دوسرا رمضان ان کے درمیان کئے گئے گناہوں کا کفارہ ہیں، بشرطیکہ کبائر سے اجتناب کیا گیا ہو'' (صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب الصلوات الخمس والجمعۃ الی الجمعۃ ورمضانم حدیث رقم: ۲۳۳)۔ عمرہ، حج اور خصوصا یوم عرفہ شیطان کو شکست فاش دینے، اس کو ذلیل ورسوا کرنے اور اس کے تمام حربوں کو ناکام بنانے کا دن ہے جیسا کہ امام مالک نے اپنی سند کے ساتھ طلحہ بن عبداللہ بن کریز سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یوم عرفہ سے زیادہ شیطان کو کبھی بھی شرمسار، شکست خوردہ، ذلیل وخوار اور غضبناک نہیں دیکھا گیا اور اس کی وجہ صرف اور صرف یہ ہے کہ اس دن اللہ کی رحمت کا نزول ہوتا ہے جو بڑے بڑے گناہوں کو ڈھک لیتی ہے'' (الموطا ار ۴۲۲، والمصنف لعبد الرزاق ۸۸۳۲)۔

تو ہمارا سامنا ایک حقیقی جنگ سے ہے جس میں کافی جانیں ضائع ہوتی ہیں، جو لوگ شیطان کا شکار ہو کر اس کے دام فریب میں گرفتار ہو سکتے ہیں، ان کو رات و دن گریہ وزاری کے ساتھ خدائے رحیم و مہربان سے دعا کرنا چاہئے:

”اے پروردگار! میرے قدم ثابت قدمی کے بعد لڑکھڑا گئے، اس لئے میری لغزشوں کو معاف فرما، کوتاہیوں کو درگذر فرما، میرے گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل فرما اور تا قید حیات شیطان اور خواہشات نفسانی سے میری حفاظت فرما اور ہمارے درجات بلند فرما، تو اللہ تبارک و تعالی ساتوں آسمان کے اوپر سے اس کی دعا کو قبول فرما کر ارشاد فرماتا ہے، اے بندے! میں نے تمہاری دعاؤں کو سنا، میں نے تمہارے پچھلے گناہوں کو معاف کر دیا اور بقیہ زندگی میں میں تمہیں خواہشات نفسانی اور شیطان سے حفاظت کرنے میں تمہارا معاون ہوں گا، میں تمہارا نام گنہ گار بندوں کی فہرست سے خارج کر کے نیکوکار بندوں میں درج کرتا ہوں، اگر میری طرف متوجہ رہو گے تو تم مقرب و محترم بندوں میں شمار کر لئے جاؤ گے“۔

شیطان کا مشن

میں نے اللہ اور انسانوں کے ساتھ شیطان کے رشتے اور تعلق کی بابت آیتوں پر بھی غور کیا تو میں نے پایا کہ سورہ فاطر کی آیت اس کو بخوبی واضح کرتی ہے "وہ تو اپنے گروہ کو صرف اس لئے ہی بلاتا ہے کہ وہ سب جہنم واصل ہو جائیں" (فاطر:۶)،وہ لوگوں کو خدا کی پارٹی سے توڑ کر اپنی پارٹی میں شامل کر لیتا ہے، جس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ وہ اس کا جہنم میں ساتھ دے، اب انسان کے اوپر منحصر ہے کہ وہ رحمن کی پارٹی کا ایک وفادار بندہ بنتا ہے یا شیطان کی پارٹی کا جز ہو کر دین وفطرت سے بغاوت کرتا ہے، یہی وجہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالی نے سورہ یٰس کی اس آیت میں بنی نوع انسان کو سرزنش کی ہے: "اے بنی آدم! کیا میں نے تم سے وعدہ نہیں کیا تھا کہ شیطان کی بندگی نہ کروگے، وہ تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے" (یٰس:۶۰)، "آج کسی پر کچھ بھی ظلم نہیں ہوگا اور تمہیں اپنے کئے ہی کا بدلہ ملے گا" (یٰس:۵۴)۔

شیطان انسان سے کیا چاہتا ہے

اپنے مشن کو منزل تک پہنچا کر حضرت انسان کو دنیا و آخرت کی بدبختی میں مبتلا کرنے کے لئے شیطان کے پاس سوچی سمجھی اسکیمیں اور زبردست منصوبے ہیں جن میں کچھ کا ذکر کیا جارہا ہے:

☆ خدائے وحدہ لاشریک کے ذکر و حقوق اور بندوں کے حقوق سے غافل رکھنا: ''ان پر شیطان نے غلبہ حاصل کرلیا اور انہیں اللہ کا ذکر بھلا دیا'' (مجادلہ:۱۹)۔

☆ میاں بیوی، اولاد و والدین، لوگوں، جماعتوں اور ملکوں کے درمیان آپسی عداوت و دشمنی پیدا کرنا، قرآن پاک میں مذکور ہے ''شیطان تو تمہارے درمیان بغض و عداوت پیدا کرنا چاہتا ہے'' (مائدہ:۹۱)۔

☆ خوف و دہشت اور افسردگی کا ماحول بنانا، اللہ تبارک ارشاد فرماتا ہے: ''جس سے ایمانداروں کو رنج پہنچے'' (مجادلۃ:۱۰)، ''یہ خبر دینے والا صرف شیطان ہی ہے جو اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے'' (آل عمران:۱۷۵)۔

☆ کفر: ارشاد باری ہے ''جب اس نے انسان سے کہا کہ کفر کر، جب اس نے کفر کیا تو وہ کہنے لگا، میں تم سے بری ہوں، میں اللہ جو سارے جہاں کا رب ہے اس سے ڈرتا ہوں'' (حشر:۱۶)۔

☆ ننگا پن: قرآن کریم میں مذکور ہے: ''پھر شیطان نے ان دونوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالا تاکہ ان کی شرمگاہیں جو ایک دوسرے سے پوشیدہ تھیں دونوں کے روبرو بے پردہ

کردے“(اعراف:۲۰)۔

اللہ تبارک وتعالی نے کھلے طور پر واضح کردیا ہے کہ شیطان کا ایک اہم مقصد انسانوں کے درمیان پھوٹ ڈالنا اور دشمنی پیدا کرنا ہے:”شیطان تو یوں چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعہ سے تمہارے آپس میں عداوت اور بغض واقع کردے“(مائدہ:۹۱)۔

انسانوں کو بہکانے کے لئے شیطان کے ہتھکنڈے

اشتعال انگیزی، فالتو ہنسی مذاق کی ترغیب، ہم کلامی و فینٹسی کا شوق، بدگمانی پیدا کرنا، دل میں وسوسے ڈالنا، پھوٹ ڈالنا، فیشن پرستی، جنگ و جدال پر آمادگی اور خدا کی دی ہوئی صورت کو مسخ کرنا وغیرہ ایسے حربے ہیں جن کو شیطان انسانوں کو خلاف استعمال کرتا ہے، ''ان میں سے جسے بھی اپنی آواز سے بہکا سکے بہکا لے اور ان پر اپنے سوار اور پیادے چڑھا لا اور ان کے مال اور اولاد میں سے اپنا بھی ساجھا لگا اور انہیں (جھوٹے) وعدے دے لے، ان سے جتنے بھی وعدے شیطان کے ہوتے ہیں سب کے سب سراسر فریب ہیں'' (اسراء: ۶۴)، ''یہ خبر دینے والا صرف شیطان ہی ہے جو اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے، تم ان کافروں سے نہ ڈرو اور میرا خوف رکھو، اگر تم مومن ہو'' (آل عمران: ۱۷۵)، ''وہ ان سے زبانی وعدے کرتا رہے گا اور سبز باغ دکھاتا رہے گا، (مگر یاد رکھو!) شیطان کے جو وعدے ان سے ہیں وہ سراسر فریب کاریاں ہیں'' (نساء: ۱۲۰)، ''اور اگر آپ کو کوئی وسوسہ شیطان کی طرف سے آنے لگے تو اللہ کی پناہ مانگ لیا کیجئے، بلاشبہ وہ خوف سننے والا اور خوب جاننے والا ہے'' (اعراف: ۲۰۰)، ''اور دعا کریں کہ اے میرے پروردگار! میں شیطانوں کے وسوسے سے تیری پناہ چاہتا ہوں'' (مومنون: ۹۷)۔

یہاں ہم کچھ وسوسوں کا جائزہ لیتے ہیں جن کے ذریعہ شیطان انسان کو اپنے جال میں پھنسا کر جہنم میں اسے اپنا رفیق بنانے کے مشن پر گامزن ہے۔

(۱) عابدوں کے لئے شیطان کے وسوسے:

عقلی غور وفکر یا علوم شرعیہ کی تعلیم کے بغیر عبادت پر شیطان عابد کو ابھارتا ہے، چنانچہ وہ بلاعلم عبادت سے مانوس ہو جاتا ہے پھر شیطان اس کے دل میں شکوک وشبہات پیدا کرنے کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع کر دیتا ہے اور وہ عابد ان وسوسوں کے آگے سرنگوں ہو جاتا ہے جن کی وجہ سے بسا اوقات وہ بے دین ہو جاتا ہے یا پھر وہ غیر اسلامی طریقے پر عبادت جاری رکھتا ہے جو قابل قبول نہیں، اس طرح ایک زمانہ گذر جاتا ہے اور جب کوئی اسے یاد دلاتا ہے تو وہ حق قبول کرنے سے انکار کر دیتا ہے کہ کہیں اس کا سابقہ اعمال باطل نہ ہو جائے جس کے نتیجے میں جہالت کی بنیاد پر حق کا منکر قرار پاتا ہے، اگر چہ وہ بعض عبادات وشعائر پر باقی رہتا ہے۔

(۲) علماء کے لئے شیطان کے وسوسے:

شیطان بعض عالم دین کو اللہ تبارک وتعالی کے اس قول سے غافل کر دیتا ہے: ''اس نے تم کو وہ سکھایا جو تم نہیں جانتے تھے'' (نساء: ۱۱۳)، لہذا وہ جدید افکار وخیالات کو اپنی پختہ عقل کی طرف منسوب کرتا ہے'' وہ کہتا ہے یہ میری اپنی کاوش کا نتیجہ ہے''، کبھی کبھی وہ بغیر جانے لوگوں کے درمیان اپنی حیثیت کو باقی رکھنے کی خاطر یوں ہی جواب دیتا ہے یا عالم کہلانے کے لئے حصول علم کی راہ میں جد و جہد کرتا ہے اور اس طرح شیطان اسے جہنمی بنا دیتا ہے، حدیث پاک میں مذکور ہے۔'' جن لوگوں کا فیصلہ قیامت کے دن سب سے پہلے کیا جائے گا ان میں وہ انسان بھی ہوگا جس نے علم سیکھا، سکھایا اور قرآن کی تعلیم حاصل کی، اس کے سامنے اس کو دی ہوئی نعمتوں کو سامنے کیا جائے گا وہ انہیں پہچان لے گا، اللہ تبارک وتعالی فرمائیں گے، تم نے اس کو کس طرح برتا، وہ کہے گا، میں نے علم سیکھا اور اسے سکھایا اور تری خوشنودی کی خاطر قرآن کی تعلیم حاصل کی، اللہ تبارک وتعالی فرمائیں گے، تم جھوٹ کہتے ہو، عالم کہلانے کے لئے تم نے علم سیکھا

اور قاری کا لقب پانے کے لئے قرآن کی تعلیم حاصل، پھر اس کے متعلق حکم ہوگا اور اسے منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا'' (صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب من قاتل للریا والسمعۃ استحق النار)۔

یہ بھی شیطان کا وسوسہ ہے کہ جب کسی عالم کا واسطہ اپنے سے فائق عالم سے ہوتا ہے تو لوگوں کے سامنے اپنے کو اونچا دکھانے کے لئے (نہ کہ حقیقت کی آگاہی کے لئے) اس سے بحث و مذاکرہ کرتا ہے، اس کی زبردست تنقید کرتا ہے، نیز چاپلوسوں کی چاپلوسی سے خوش ہونا، خیر خواہوں کی نصیحتوں سے پریشان ہونا اور انہیں حقارت کی نگاہ سے دیکھنا، اپنے مخالفین پر حملہ کرنا، لوگوں کی طرف سے عزت واحترام کا منتظر رہنا، اپنے لئے بازاروں میں سامان کی قیمتوں میں کمی کی توقع کرنا اور ہر مجلس میں اکرام و اعزاز کی تمنا رکھنا اور راستے میں راستہ دئے جانے کی امید رکھنا، یہ سب شیطانی وسوسوں کا نتیجہ ہے۔

(۳) نوجوان کے لیے شیطان کے وسوسے:

والدین اور اساتذہ کے خلاف بغاوت، بنیادی معاشرتی اقدار وروایات سے بے زاری، نامناسب خارجی تہذیب وثقافت پر فریفتگی، مختلف فیشن سے مرعوبیت، سیرت کو چھوڑ کر صورت گری پر زیادہ توجہ دینے کی وجہ سے وہ بالوں کی مانگ پٹی نکالنے، رنگ برنگ دھوپ کے چشمے وغیرہ کو ایمان کی حلاوت سے لطف اندوز ہونے، اعلیٰ اخلاق وکردار کی آرزو اور ربانی رنگ میں رنگنے کے مقابلے میں ترجیح دیتے ہیں، فارغ اوقات میں فلموں، گانوں، موسیقی، بری صحبت، ایمان وعلم میں ممتاز دوستوں سے دوری جیسے خرافات سے دوچار رہتا ہے، وہ عربی زبان کے اس مقولے کے مصداق ہوتا ہے کہ یہ رونے کا مقام ہے نہ کہ ہنسنے کا، ایسے نوجوانوں کا ایمان ونفس اور افکار وخیالات کمزور ہوجاتے ہیں اور مجموعی طور پر معاشرہ کے لئے نافع ہونے کے بجائے نقصان دہ ثابت ہوتے ہیں۔

(۴) دوشیزاؤں کے لیے شیطان کے وسوسے:

تمہارا حسن و جمال تمہارے لیے ایک عظیم دولت ہے، نوجوان تمہارے چاروں طرف منڈلاتے ہیں، اپنی زندگی کا جی بھر کر لطف اٹھاؤ، اپنی نسوانیت کا خوب اظہار کرو، اپنی سہیلیوں سے ممتاز رہو، آرائش و زیبائش اور دلفریب ادائیں دکھا کر نوجوانوں کو فریفتہ ہونے پر مجبور کر دو، پھر وہ تمہارا دروازہ کھٹکھٹائیں گے، پھر جانچ پرکھ کر یہ طے کر لینا کہ تمھارا دائمی شوہر یا عاشق زار بننے کی صلاحیت کس کے اندر ہے، اس لئے کے بغیر شادی گھر بیٹھی ہوئی کنواری لڑکیوں کی تعداد بڑھ رہی ہے، اور طلاق میں اضافہ ہو رہا ہے، چنانچہ کسی کے دل میں اپنے لئے پیار و محبت کی آگ لگانے کے لئے بے پردگی، دوستی، مراسلہ و مکالمہ، میک اپ اور قاتل اداؤں کے وسائل کے علاوہ اور کیا ذرائع ہو سکتے ہیں؟ انٹرنیٹ اور سیٹیلائیٹ کے اس زمانے میں تہذیب و تمدن کے قافلے کے شانہ بشانہ قدم بڑھاتے ہوئے رقص و سرور، شراب و شباب اور دوسری تمام مسرتوں سے لطف اندوز ہوتی رہو، جب بڑھاپا آئے گا تب اللہ تبارک و تعالی سے توبہ کر لینا اور دادی نانی کی سی زندگی گذارنا۔

(۵) مالداروں کے لئے شیطان کے وسوسے:

تم نے مال جمع کرنے میں کافی مشقتیں اٹھائی ہیں، اس لئے اپنے حلال مال سے خوب فائدہ اٹھاؤ، اپنی آنے والی نسلوں کی خاطر ذخیرہ کر لو، کسی کے تعاون کی ضرورت نہیں، اس سے سستی و کاہلی کو فروغ ملتا ہے، ایک پیسہ بھی ادھر ادھر ضائع مت ہونے دو، اگر کوئی دست سوال دراز کرے تو اس سے مختلف قسم کے بہانے بنا دینا، غریبوں، مسکینوں اور محتاجوں کی طرف بھی توجہ دینے کی ضرورت نہیں، کیونکہ وہ سست و کاہل اور حاسد و لالچی ہوتے ہیں، وہ مستی کرتے ہیں جبکہ تم رات دن ایک کر کے محنت کی کمائی کرتے ہو، اور اپنے جیسے مالداروں کی صحبت اختیار کرو ان

سے تم کو بہت سی مفید باتیں معلوم ہوسکیں گی، بینکوں میں پیسے ڈال کر اس کے سود سے اپنے مال کی سرمایہ کاری کیوں نہیں کرتے، یہ تو سبھی لوگ کرتے ہیں، ڈر کس بات کا، کیا ہاتھیوں کے بیچ بلی کا گذر ہوسکتا ہے، اب تو بعض معاصر فقہاء نے تو بنکوں کے انٹرسٹ کے جائز ہونے کا فتوی بھی دے دیا ہے اور یہ کہاوت تو ہے ہی "کسی چیز کے جائز و ناجائز ہونے کی ذمہ داری عالم پر تھوپ دو اور تم اس کے فتوی سے فائدہ اٹھاتے رہو، اور ایسے منصوبے کی تلاش جاری رکھو جن سے تمہیں بے انتہا فائدہ ہو، اس میں برائی بھی کیا ہے، ہر انسان اپنے لئے جدوجہد کرتا ہے، اس عمل میں کسی اور کا حق بھی نہیں مارا جارہا ہے، مال کی کثرت ہوجائے گی تو بڑھاپے میں مسجد بھی بنا دینا تاکہ وہ تمہارے لئے تمہاری موت کے بعد صدقہ جاریہ ہوجائے۔

(۶) غریبوں کو صراط مستقیم سے دور رکھنے کے لئے شیطان کے وسوسے:

نا اہلوں کو اللہ تبارک وتعالی اس قدر مال سے کیوں نوازتے ہیں، اور ہمیں تنگ دست و قلاش بنا کر فقر و فاقہ کی زندگی گذارنے پر کیوں مجبور کرتے ہیں، ہم خون پسینہ ایک کرکے بھی کافی کم پیسہ کما پاتے ہیں جبکہ دوسرے بہت کم محنت کے باوجود ڈھیر ساری دولت اکٹھا کر لیتے ہیں، آخر اس کی وجہ کیا ہے؟ مالداروں کے مال سے اپنے حقوق کی بازیابی کے لئے کوئی نہ کوئی حیلہ سوچنا ہی ہوگا، انہوں نے ہمارا حق چھین لیا ہے جس کو ہم خفیہ طور پر واپس لے لیں گے، اس لئے کے ہم میں ان سے مقابلے کی سکت نہیں ہے، ہم ضرورت بھر ہی لیں گے تاکہ ہماری اور ہمارے بال بچوں کی ضروریات پوری ہو، جب ہمارے بچے مالداروں کے بچوں کو دیکھتے ہیں تو ان کا سر شرم کے مارے جھک جاتا ہے، ہمارے بچے ان سے کم کیوں رہیں؟ ظالم و جابر اور بگڑے ہوئے مالداروں سے اپنا اور اپنے گھر والوں کا حق لے لو، جب تم کفیل ہوجاؤ گے تب اللہ سے معافی مانگ لینا، وہ رحمٰن و رحیم ہے اور غریبوں سے خصوصی محبت رکھتا ہے۔

اس طرح شیطان ہر انسان کی نفسیات ،جذبات و احساس اور صلاحیت ولیاقت کو بھانپ کر اس کو بے راہ کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے، ''لیکن شیطان نے اسے وسوسہ ڈالا، کہنے لگا کہ کیا میں تمہیں دائمی زندگی کا درخت اور بادشاہت بتلاؤں کہ جو کبھی پرانی نہ ہو'' (طہٰ:۱۲۰)۔ اپنے وسوسوں میں مبتلا کر کے اس کو اللہ کے ذکر سے غافل کر دیتا ہے، جبکہ ہم اگر اللہ تبارک وتعالی سے توبہ کریں تو وہ ہماری توبہ قبول کر کے اپنی جوار رحمت میں لے سکتا ہے، لیکن بہت سے لوگ ایسا نہیں کر پاتے اور شیطان اپنی کامیابی پر پھولے نہیں سماتا، ''یقیناً خود آپ کو بھی موت آئے گی اور یہ سب بھی مرنے والے ہیں''۔

شیطان کی سرگرمیوں کے مختلف مراحل

ارشاد باری ہے: "ایمان والو! شیطان کے قدم بقدم نہ چلو، جو شخص شیطانی قدموں کی پیروی کرے، تو وہ بے حیائی اور برے کاموں کا ہی حکم کرے گا اور اگر اللہ تعالی کا فضل وکرم تم پر نہ ہوتا تو تم میں سے کوئی بھی کبھی بھی پاک صاف نہ ہو، لیکن اللہ تعالی جسے پاک کرنا چاہے کر دیتا ہے اور اللہ سب سننے والا سب جاننے والا ہے" (نور:۲۱)۔

عمل سے پہلے انسانوں سے شیطان کئی بار ملتا ہے، ناکامی کی صورت میں دوران عمل کوشش کرتا ہے اگر یہاں بھی اس کی دال نہیں گلتی تو عمل کے بعد اس کی کوشش ہوتی ہے کہ انسان اپنے کاموں کو اپنے ہی ہاتھوں ضائع کردے، یہ نظریہ نیچے کی تفصیلات سے واضح ہو جائے گا:

۱-عمل سے پہلے:

شیطان کی کوشش ہوتی ہے کہ انسان کو کام شروع کرنے سے پہلے سستی اور کاہلی سے دوچار کردے چنانچہ انسان مسجد میں نماز پڑھنے سے کتراتا ہے یا کسی ایسے کام کی ترغیب دیتا ہے جو اہمیت وافادیت کے اعتبار سے اس سے کم درجہ رکھتا ہو، لہذا نماز سے غافل کر کے تجارت یا بال بچوں یا دوستوں کے ساتھ بات چیت کرنے میں مصروف کر دیتا ہے، یا حج کو اپنے وقت پر ادا نہ کرنے یا فرائض کو کماحقہ انجام نہ دینے پر ابھارتا ہے، اگر شیطان ایمان کی طاقت کے سامنے بے بس ہو جاتا ہے تو وہ دوسرے مرحلے کی تیاری میں لگ جاتا ہے۔

۲-دوران عمل:

اس مرحلے میں وہ تین وسائل بروئے کار لاتا ہے۔

(الف) اعمال صالحہ کو دکھاوے اور ریاکاری میں تبدیل کر کے انہیں ضائع کرنے کی کوشش کرتا ہے جو سب سے خطرناک ہے۔

(ب) قرآن و حدیث کے مطابق عمل کرنے کے بجائے کسی اور طریقے سے کام انجام دینے پر ابھارتا ہے جیسا کہ امام بخاری نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عائشہ کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ''جس نے میری سنت کے مطابق عمل نہیں کیا وہ قابل قبول نہیں ہے'' (صحیح البخاری، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، باب اذا اجتہد العامل أو الحاکم فأ خطاہ: ۱۵/ ۲۵۵)۔

(ج) عمل صالح کے ضائع ہونے کی ادنی شکل یہ ہے کہ انسان کام کو پورا نہ کرے، مثلا یتیم کی کفالت کی ذمہ داری قبول کرے یا کسی بھی کام کو شروع کرے اور اسے ادھورا چھوڑ دے، اگر انسان شیطان کو عمل سے پہلے ہی مات دے دیتا ہے تو وہ کام شروع کرتا ہے، عمل کے دوران اس کے حربے کو ناکام بنا کر اپنے کام اخلاص اور نبوی رہنمائی کے ساتھ مکمل کرتا ہے مگر پھر بھی شیطان مایوس نہیں ہوتا اور اپنی آخری کوشش کرتا ہے۔

۳۔عمل کے بعد:

عمل کے بعد اسے ضائع کرنے کے لئے شیطان دو طریقے استعمال کرتا ہے، احسان اختیاری اور احسان اضطراری۔

دونوں میں فرق یہ ہے کہ شیطان انسان کو اپنے کاموں اور خدمات کو بیان کرنے کی ترغیب دیتا ہے تاکہ دوسرے لوگ اس کی تعریف کریں اور اس طرح اس کا عمل احسان جتانے کے سبب ضائع ہو جاتا ہے اگر وہ خود احسان نہیں جتاتا تو شیطان عمل سے پہلے، عمل کے دوران اور احسان اختیاری میں اپنی ناکامی کا انتقام لینے کے لئے اس انسان کی طرف متوجہ ہوتا ہے جس پر وہ احسان کئے ہوتا ہے، وہ شخص اپنے محسن کی ایذا رسانی کا سبب بنتا ہے جس کے نتیجے میں وہ

احسان اضطراری کا شکار ہو جاتا ہے اور کہہ اٹھتا ہے: ''وہ کتنا کمینہ انسان ہے، میں نے اس پر یہ احسان کیا ہے وہ احسان کیا ہے'' یہ ایسی صورت ہے جس کو اکثر لوگ سمجھ نہیں پاتے اور شیطان کے پھندے میں غیر شعوری طور پھنس جاتے ہیں، قرآن نے اس کی بڑی اچھی منظرکشی کی ہے: ''اے ایمان والو! اپنی خیرات کو احسان جتا کر اور ایذا پہنچا کر برباد نہ کرو، جس طرح وہ شخص جو اپنا مال لوگوں کے دکھاوے کے لئے خرچ کرے اور نہ اللہ تعالی پر ایمان رکھے نہ قیامت پر اس کی مثال اس صاف پتھر کی طرح ہے جس پر تھوڑی سے مٹی ہو پھر اس پر زوردار مینہ برسے اور اسے بالکل صاف اور سخت چھوڑ دے، ان ریاکاروں کو اپنی کمائی میں سے کوئی چیز ہاتھ نہیں لگتی اور اللہ تعالی کافروں کی قوم کو (سیدھی) راہ نہیں دکھاتا'' (بقرہ: ۲۶۴)۔

شیطان کی سرگرمیوں کے اوقات

شیطان اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ انسان کو صراط مستقیم سے بھٹکانے اور گناہوں میں مبتلا کر کے جہنم کا مستحق بنانے میں صرف کرتا ہے، ہم اس اوقات کو ریاضی کے اصولوں کو سامنے رکھ کر نیچے کی شکل سے سمجھ سکتے ہیں

وقت	کام کے گھنٹوں کی تعداد
دن	۲۴
ہفتہ	۱۶۸
مہینہ	۵،۴۰
سال	۵۰،۴۸۰
ساٹھ سال	۳،۶۸۲،۸۰۰

شکل ۴

شیطان کی اس دائمی مصروفیت کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم اپنا جائزہ لیں کہ کتنا وقت اپنے رب کی عبادت میں صرف کرتے ہیں۔

تحقیق و ریسرچ سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر انسان کی زندگی ساٹھ سال کی ہے تو وہ جوتے کا تسمہ لگانے میں آٹھ دن، راستہ پار کرنے کے لئے سگنلز کا انتظار کرنے میں پورا ایک مہینہ حجام (نائی) کے پاس ایک مہینہ، بڑے بڑے شہروں میں لفٹ کے ذریعہ دوسری منزلوں تک

پہنچنے میں ۳/ مہینے، دانت دھونے میں تین مہینے، بسوں کی سواری میں پانچ مہینے، بیت الخلا اور غسل خانہ میں چھ مہینے، کتابوں کے مطالعے میں دو سال، روزی کمانے میں ۹ رسال اور سونے میں ۲۰ رسال صرف کرتا ہے۔(مقالہ: وقتنا والآخر، جریدۃ الریاض، ۳/ ۱۲/ ۲۰۰۵، العدد ۱۳۶۷۶) جبکہ شیطان پوری طرح رات ودن انسان کو بھٹکانے کے لئے فارغ ہے۔

اور حیرت کی بات تو یہ ہے کہ شیطان انسان پر سونے کے عالم میں بھی حملہ کرتا ہے، وہ اس کی کان میں پیشاب کرتا ہے تا کہ وہ نماز کے لئے نہ اٹھے، اور ڈراونے خواب دکھاتا ہے، انسان کو گمراہ کرنے کی خاطر، شیطان کے اس طریقہ کار کی وضاحت کے لئے وہ حدیث کافی ہے جس کو ابو ہریرہ کے حوالہ سے مسلم نے اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”شیطان تم میں سے ہر ایک کے سر کے پچھلے حصہ میں تین گرہ لگاتا ہے جب وہ سوتا ہے، رات بھر وہ ہر گرہ کے ذریعہ تمہیں پھانستا ہے، جب انسان اٹھنے کے بعد اللہ کو یاد کرتا ہے ،اس کی ایک گرہ کھل جاتی ہے، وضو کرنے کے بعد دوسری گرہ کھل جاتی ہے، اور جب وہ فجر کی نماز ادا کرتا ہے تو وہ چاق و چوبند اور ہشاش و بشاش ہو کر صبح کرتا ہے ورنہ سست و کاہل، افسردہ و پژمردہ ہو کر صبح کرتا ہے“ (صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب الحث علی صلاۃ الوقت وان قلت ۶/ ۵۴)۔

شیطان کی اس شدت و مصروفیت سے ناامید و مایوس ہونے کی ضرورت نہیں اس لئے کہ گنہ گار بندوں کے لئے اللہ تبارک تعالی سے توبہ کرنے کا دروازہ ہمیشہ کھلا رہتا ہے اور وہ گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل کر دیتا ہے، اس نقطے کو سامنے رکھ کر اس سے مقابلہ کرنے کی چند حکمت عملی آئندہ کے صفحات میں ذکر کی جارہی ہیں۔

شیطان کے مقابلہ کے لئے عملی وسائل

یوں تو بہت سے عملی وسائل ہیں مگر ہم ان میں سے صرف چند اہم وسائل کا ذکر کرتے ہیں:

ا۔علم: ابن ماجہ نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک تنہا عالم شیطان کے لئے ایک ہزار عابد سے زیادہ سخت ہے'' (سنن ابن ماجہ، کتاب النبی، باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم: ۱/۸۱)۔ابن عباسؓ نے حدیث شریف میں مذکور اس آدمی کے قصے سے استدلال کیا ہے جس نے ان کی مجلس میں آکر پوچھا تھا: جب جب میں پیشاب کرتا ہوں، اس کے بعد حرکت کے ساتھ پانی نکلتا ہے تو کیا ہر نماز کے لئے مجھ پر غسل ضروری ہے تو ابن عباسؓ کے شاگردوں نے جواب دیا تھا، ہاں، منی کے اخراج پر غسل واجب ہو جاتا ہے، اس حکم سے اس آدمی نے کافی تنگی محسوس کی، جب ابن عباسؓ اپنی نماز سے فارغ ہوئے تو ان سے دریافت کیا: تم لوگوں نے اس آدمی کو کیا فتوی دیا ہے؟ کیا کتاب اللہ کو مدنظر رکھتے ہوئے فتوی دیا ہے، انہوں نے کہا نہیں، کیا سنت رسول کے ذریعہ فتوی دیا ہے، انہوں نے کہا نہیں، تو ابن عباسؓ نے کہا: کیا اسی کے لئے حضور نے کہا تھا ایک تنہا عالم شیطان پر ایک ہزار عابد سے زیادہ سخت و بھاری ہے، پھر اس آدمی کو واپس بلانے کو کہا جب وہ آدمی آ گیا تو انہوں نے پوچھا؟ کیا تم اپنے جسم میں کمزوری محسوس کرتے ہو یا اپنے شرمگاہ میں لذت محسوس کرتے ہو؟ اس نے کہا نہیں، تو انہوں نے اس کو فتوی دیا، جاؤ ہر نماز کے لئے تمہارے اوپر غسل کرنا ضروری نہیں ہے اس کے لئے وضو کافی ہے، یہ سن کر اس آدمی نے خوشی خوشی اپنی راہ لی، چنانچہ ابن عباسؓ نے جہالت کو

شیطان کے داخل ہونے کے لئے سب سے کشادہ دروازہ قرار دیا ہے، خصوصا جب شیطان انسان کو دین حنیف سے دور رکھنے کے لئے جب غلو میں مبتلا کرتا ہے، اس لئے تحقیق ومطالعہ کا دامن ہمیشہ تھامے رہو اور پابندی کے ساتھ تربیتی کیمپوں، علمی مجلسوں میں شریک ہوتے رہو تا کہ شیطان کا وار تم پر کارگر نہ ہو۔

۲- ذکر: ارشاد باری ہے" یقیناً جو لوگ خدا ترس ہیں ان کو کوئی خطرہ شیطان کی طرف سے آجاتا ہے تو وہ یاد میں لگ جاتے ہیں تو یکا یک ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں" (اعراف:۲۰۱)، شیطان کو اپنے سے دور رکھنے کے لئے لازمی ہے کہ رات ودن، اٹھتے بیٹھتے، سوتے جاگتے، کھاتے پیتے اللہ تبارک وتعالی کا ذکر ورد جاری رکھا جائے۔

شیطان جو اپنے حریف کے اخلاص کو ختم کرنے کا کوئی موقع نہیں گنواتا، اس سے مقابلہ کرنے کے ضمن میں جن واقعات کو میں نہیں بھولتا ان میں سے وہ نازک مرحلہ بھی ہے جب میں ایک مسجد میں اخلاص کے موضوع پر تقریر کرنے جا رہا تھا، جب میں مسجد کے لئے گھر سے نکلنے لگا میری شریک حیات نے لوٹتے وقت گوشت لے کر آنے کو کہا، میں اس عنوان کے مختلف پہلوؤں پر غور کرتے ہوئے نکلا، مسجد پہنچ کر میں جوتا اتار ہی رہا تھا کہ اچانک میری نگاہ قصاب پر پڑی، وہ بھی اسی مسجد میں داخل ہو رہا تھا، شیطان نے فوراً میرے دل میں وسوسہ پیدا کرنا شروع کر دیا کہ یہ قصاب تمہاری دل پذیر تقریر سن کر خوش ہو جائے گا اور تمہیں اچھا گوشت دے گا، لیکن اللہ کے فضل وکرم سے میں بروقت سمجھ گیا اور شیطان سے اللہ کی پناہ چاہی جو میرے اخلاص کو ستیاناس کرنے کے درپے تھا ایسے وقت میں جب لوگوں کو اخلاص کا سبق پڑھاؤں، میں نے بھی اس کے وسوسے کو بیخ وبن سے اکھاڑ پھینکنے کے لئے پختہ ارادہ کر لیا کہ کبھی بھی میں اس سے گوشت نہیں خریدوں گا، جب میں وعظ ونصیحت کے بعد گھر لوٹا تو اہلیہ نے پوچھا کہ گوشت کہاں ہے، میں نے ان سے کہا: گوشت چاہئے یا اخلاص؟ انہوں نے حیران ہو کر پوچھا کہ گوشت کا اخلاص سے

کیا واسطہ، پھر میں نے ان سے سارا ماجرا بیان کیا، آج بھی مجھے اس لعین کی ہوشیاری پر حیرت ہوتی ہے کہ کس طرح وہ اخلاص کو ختم کر کے انسان کے دین کو تباہ و برباد کر دینا چاہتا ہے، یہ ایک سبق ہے جسے انسان کو ہمیشہ مدنظر رکھنا چاہئے اور شیطان کو مات دینے کے لئے ذکر اللہ کو ایک کارگر ہتھیار کے طور پر استعمال کرنا چاہئے۔

۳- روزہ: امام بخاری نے حقیقت صیام کے تعلق سے انس بن مالکؓ کی روایت نقل کی ہے کہ حضور نے فرمایا: ''شیطان انسان کی رگوں میں خون کی طرح دوڑتا ہے'' (صحیح البخاری، کتاب الاحکام، باب الشہادۃ تکون عن الحاکم فی ولایۃ القضاء: ۶۱/۱۵)، روزہ خواہ واجب ہو یا نفل شیطان کے وسوسوں کو توڑنے کے لئے ایک اہم وسیلہ ہے جو ایک اہم تربیتی ذریعہ ہونے کے سبب دل و روح کی پاکیزگی، خواہشات نفسانی کی ہمت شکنی اور شیطان کو ذلیل و رسوا کرنے کے لئے کافی موثر ثابت ہوتا ہے۔

۴- صحبت صالحین: تبریزی نے ابن عمرؓ سے نقل کیا ہے کہ حضور نے فرمایا: ''اللہ کی حمایت جماعت کے ساتھ ہوتی ہے، جو جماعت سے الگ ہوتا ہے وہ جہنمی ہے'' (مشکاۃ المصابیح للتبریزی)، منذری نے روایت کی ہے کہ حضور نے فرمایا: ''تنہا انسان شیطان کے مرادف ہے، دو افراد بھی شیطان ہی ہیں البتہ تین افراد پر جماعت کا اطلاق ہوسکتا ہے'' (الترغیب والترھیب للمنذری، ص ۱۰۹/۴)، اور سچ تو یہ ہے کہ جو فرد اللہ تعالی کی طرف قدم بڑھانا چاہتا ہے اسے شیطان سے الگ رہ کر نیک و صالح لوگوں کی صحبت اختیار کرنی ہوگی، تب وہ حق و صبر کے ذریعہ رضاء الٰہی اور جنت کو پا سکے گا۔

یہاں پر میں خود سے اور اپنے بہن بھائیوں سے ایک ایسے شخص کی کہانی سنانا چاہوں گا، جس نے مسجد چھوڑ کر بے راہ لڑکے لڑکیوں کی صحبت میں پڑ کر شراب و نشہ کا عادی ہو گیا، اپنی بیوی کو قتل کرنے کا ارادہ کیا، پھر اس نے خودکشی کر لی، جبکہ وہ پابندی کے ساتھ مسجد میں باجماعت

نماز ادا کرتا تھا، اپنے بال بچے کی اچھی طرح دیکھ بھال کرتا تھا، لیکن شیطان نے ان دینی بھائیوں کے درمیان پھوٹ ڈال دیا جس کے نتیجے میں اس نے مسجد کو ترک کر دیا، چونکہ انسان فطری طور پر سماجی واقع ہوا ہے جو تنہائی کو ناپسند اور سنگت کو پسند کرتا ہے، شیطان نے اس کو بے دین واباحیت پسند ساتھیوں کی صحبت میں ڈال کر شراب وشباب کا رسیا بن جانے پر مجبور کر دیا، اس کی اہلیہ نے اس کو راہ راست پر لانے کی ہر ممکنہ کوشش کی مگر اس کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا بلکہ اس کی بے راہ روی میں اور اضافہ ہوتا چلا گیا یہاں تک کہ اس نے اپنی بیوی اور سسر کی گاڑیاں چوری کی، لیکن انہوں نے پولس کو خبر نہیں کی، وہ کسی طرح اپنے بچوں کی پرورش کرتی رہی، مگر جب اس نے اپنے باپ کی گاڑی چرائی تو اس کے والد نے اس کو روکنے کی کوشش کی مگر اس کم بخت نے اپنے والد کو گاڑی سے ٹکر ماردی جس کی وجہ سے وہ بے ہوش ہو گئے، ہوش آنے پر انہوں نے پولس کو خبر کر دی جس نے اس کو ایسی حالت میں پکڑا جب کہ وہ ایک ہوٹل میں اپنے بگڑے دوستوں کے ساتھ داد عیش دے رہا تھا، چند دنوں قید خانہ میں رہ کر وہ باہر نکلا، شک کی بنا پر اپنی بیوی کو قتل کرنے کا عہد کر لیا، چاقو اور ریوالر لے کر نکلا، جب اس کے سسر گھر سے باہر نکلے اس نے ان کے سر پر گولی چلا دی وہ بے ہوش ہو کر گر پڑے، ان کی حالت نازک ہو گئی، پڑوسیوں نے پولس کو خبر کی، اس سے ہتھیار ڈالنے کی درخواست کی گئی مگر اس نے انکار کر دیا، پولس نے اس پر گولی چلائی، اس نے بھی از خود اپنے دل میں چاقو گھونپ دیا، اور یہ ثابت ہو گیا کہ گولی لگنے سے پہلے چاقو سے اس کی موت ہو چکی تھی اور حیرت کی بات تو یہ تھی کہ اس کی اہلیہ جن کو ہم لوگ صبر کی تلقین کر رہے تھے، یہ پوچھ رہی تھیں کہ آیا اس کی نماز جنازہ ہو گی؟ غسل کے وقت کیا وہ اسے دیکھ سکتی ہے؟

۵- آخری سانس تک مقابلے کے لئے تیار رہو:

ابن قیم کی رائے میں شیطان کا اولین وسوسہ ایک واہمہ کی صورت میں سامنے

آتا ہے، اسے دور کردو اس لئے کے وہ بعد کے وسوسہ کے مقابلے میں آسان ہوتا ہے، ورنہ وہ خیال وتصور میں تبدیل ہوجاتا ہے، اب بھی موقع ہوتا ہے، اسے ذہن سے نکال دو، ورنہ وہ پختہ ارادے میں بدل سکتا ہے، اس کے بعد کا مرحلہ اور بھی سنگین ہوتا ہے، جب وہ آرزو وتمنا کی شکل اختیار کرلیتا ہے، گناہ سے بچنے کا یہ ایک موقع ہے، جس میں ناکام ہونے پر انسان عملا گناہ کا مرتکب ہوجاتا ہے، عمل کو بھی چھوڑا جاسکتا ہے تاکہ وہ عادت نہ بن جائے، اس سے آگے کا مرحلہ یہ ہے کہ انسان اسے چھپے چھپے متواتر گناہ کرتا رہتا ہے، اوراس کے بعد وہ کھلم کھلا گناہ ومعصیت میں مبتلا ہوجاتا ہے، اگر اسے انسان نہیں چھوڑتا تو شیطان اسے اتنا جری کردیتا ہے کہ اعلی اقدارو اخلاق والے لوگوں کے خلاف علم بغاوت بلند کردیتا ہے اور منکرات کا پرزور داعی بن جاتا ہے۔

تھوڑے سے حذف واضافہ کے ساتھ ابن قیم کے نظریہ کو گراف کے ذریعہ واضح کیا جارہا ہے۔

واہمہ + خیال + ارادہ + شدید آرزو + عمل +

عادت + اعلانیہ ارتکاب گناہ + حق کے خلاف بغاوت۔

شکل ۵

شیطان کے عمل کے مختلف مراحل

آخری دم تک شیطان سے مقابلہ کی تیاری کی نوعیت کو حضرت امام ابن حنبل کے واقعہ کے ذریعہ واضح کیا جاسکتا ہے، جب جانکنی کے عالم میں شیطان ان کے پاس آیا تا کہ ان کے عمل کو ناکارہ کردے، اور جس طرح امام حنبل نے شیطان کے اس تیر کو ناکارہ ثابت کیا ہے وہ ان ہی جیسے لوگوں کے بس کی بات ہے، شیطان نے آکر کہا: اے ابن حنبل! تم مجھ سے بچ نکلے، لیکن پاکیزگی، صفائے قلب، تعلق مع اللہ کے سبب یہ حدیث ان کی نگاہوں کے سامنے پھر گئی'' شیطان انسان کے رگوں میں خون کی طرح دوڑتا ہے'' لہذا انہون نے فرمایا: '' تمہارا برا ہو، اب بھی میں تمہارے دائرۂ فریب سے باہر نہیں نکلا ہون''، امام ابن حنبل کے علم نے اس نازک موڑ پر ان کا ساتھ دیا اور وہ شیطان کے دام فریب میں نہ آسکے، وہ غرور میں مبتلا ہوسکتے تھے، لیکن وہ خدا کے فضل سے اس کے شکار نہیں ہوئے، امام مسلم نے عبداللہ بن مسعودؓ کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: '' وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوسکتا جس کے دل میں ذرہ برابر بھی غرور وتکبر ہے'' (صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب تحریم الکبر وبیانہ، ۲: ۷۴)۔

شیطان جب امام حنبل جیسی شخصیت کو جانکنی کے عالم میں بھی گمراہ کرنے سے مایوس نہیں ہوا تو ہم لوگ کس زمرے میں آتے ہیں، ہمیں اور زیادہ ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے خصوصا آخری وقتوں میں۔

خدا سے شیطان کی بغاوت، ہمارے ساتھ اس کی دشمنی، بندگان خدا کو عذاب الہی کا مستحق بنانے کے مشن، ذکر اللہ سے غافل کرنے کے مقاصد کو سمجھنے کے یہ طریقۂ کار ہیں، یہ بھی

مد نظر رہنا چاہئے کہ لوگوں کے درمیان پھوٹ ڈالنے، سستی و کاہلی میں مبتلا کر کے، کئے ہوئے کاموں کو ضائع کرنے کے مشن پر وہ گامزن ہے، انسان کو صراط مستقیم سے بھٹکانے کے لئے عمل سے پہلے، دوران عمل، اور عمل کے بعد رات و دن وہ مصروف عمل رہتا ہے، مگر شیطان کی ان تمام کوششوں کے باوجود ایک مسلم کا عقیدہ اس پر پختہ رہنا چاہئے کہ ذکر الٰہی، صحبت اولیاء، علم و تقوی اور مسجد کو آباد کر کے شیطان لعین کا منہ توڑ جواب دیا جا سکتا ہے، اور آخری دم تک خدا کا دروازہ توبہ کے لئے کھلا رہتا ہے جس کے ذریعہ شیطان کی آخری امید پر بھی پانی پھیرا جا سکتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے "سوائے ان لوگوں کے جو توبہ کریں اور ایمان لائیں اور نیک کام کریں ایسے لوگوں کے گناہوں کو اللہ تعالی نیکیوں سے بدل دیتا ہے، اللہ تعالی بخشنے والا مہربانی کرنے والا ہے" (فرقان:۷۰)۔

انسان کے لئے اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں بچتا کہ وہ شیطان سے کوسوں دور رہ کر اپنے رب کی پناہ میں ہمیشہ رہے: "شیطان تمہیں فقیری سے دھمکاتا ہے اور بے حیائی کا حکم دیتا ہے اور اللہ تعالی تم سے اپنی بخشش اور فضل کا وعدہ کرتا ہے، اللہ تعالی وسعت والا اور علم والا ہے" (بقرہ:۲۶۸)۔

خلاصہ کلام

۱- شیطان انسان کا ایسا دشمن ہے جس کا صرف ایک ہی مقصد ہے اور وہ ہے انسان کو جہنم میں دھکیلنا۔

۲- شیطان خواہشات نفسانی کے ساتھ مل کر فطرت وقرآن سے مقابلہ کرتا ہے اور عقل اس ادھیڑ بن میں رہتی ہے کہ رحمانی آواز پر لبیک کہے یا شیطان ونفسانی خواہشات کی اتباع کرے۔

۳- شیطان بنی نوع انساں کے درمیان عداوت و دشمنی پیدا کرنے کی پوری کوشش کرتا ہے، اہل ایمان کی ایذا رسانی کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتا اور بے پردگی، فسق وفجور اور خدا سے بے زاری کو ہر جگہ اور ہر زمانہ میں عام کرنے کی جدوجہد کرتا ہے۔

۴- شیطان ۲۴ گھنٹے سرگرم عمل رہتا ہے، یہاں تک کہ انسان کے سونے کی صورت میں بھی اس کا حملہ جاری رہتا ہے اور تہجد وفرائض سے غافل رکھنے کی بھرپور کوشش کرتا ہے اور آخری سانس تک ہر موقع کو غنیمت سمجھتا ہے۔

۵- سپہ سالار وفوج، مکر وفریب، اہم مقامات، قتل وقتال، تشدد و بربریت گویا تمام آلات حرب سے لیس انسان کے خلاف شیطان جنگ جاری رکھے ہوئے ہے جیسا کہ قرآن و حدیث سے واضح طور پر ثابت ہوتا ہے۔

۶- شیطان انسان کو گمراہ کرنے کے لئے مرحلہ وار حکمت عملی اپناتا ہے، اس کی پہلی کوشش عمل سے قبل ہی شروع ہو جاتی ہے، ناکامی کی صورت میں دوران عمل اس کے عمل کو

ریاکاری یا غیر اسلامی طریقے پر اس کے انجام دہی کے ذریعہ ضائع کرنے کی کوشش کرتا ہے، یہاں بھی اس کی دال اگر نہیں گلتی تو عمل کے بعد احسان اختیاری یا اضطراری کے ذریعہ اس کو ضائع کرنے کے جتن کرتا ہے۔

۷- شیطان ہر ممکن حربے وہتھکنڈے کو بروئے کار لاتا ہے اور بڑی ہوشیاری اور دانشمندی کے ساتھ انسان کو بھٹکانے کے لئے اپنا جال پھیلاتا ہے، انسان کو احساس بھی نہیں ہوتا اور وہ اپنے مشن میں کامیاب ہوجاتا ہے: ''کیا میں تجھے دائمی زندگی کا درخت اور بادشاہت بتلاؤں کہ جو کبھی پرانی نہ ہو'' (طہ:۱۲۰)۔

۸- شیطان کو جاری جنگ میں مات دینے کے لئے خوب سوچ بچار کر کے پورے شعور کے ساتھ اس کے خلاف محاذ آرائی کی ضرورت ہے، رات و دن ذکر خدا، فرض روزہ کے ساتھ ساتھ نفلی روزہ کا اہتمام، صحبت اولیاء وغیرہ جیسے کارگر وسائل کے ساتھ آخری دم تک شیطان سے برسرپیکار رہنا ہوگا یہاں تک کہ ہم اپنے پروردگار سے جاملیں۔